سوال

میرے شوہر نے کہا کہ تم فلاں جگہ کیوں گئی تھی میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اب تم بول کے دکھاؤ جانا ہے، میں نے کہا جانا ہے۔ اس نے کہا طلاق ہے، پھر کہو، میں نے پھر کہا جانا ہے۔ اس نے پھر کہا طلاق ہے، لیکن اب وہ کہتا ہے کہ میں شدید غصے میں تھا، میرا بالکل ارادہ نہیں تھا، مجھے نہیں پتہ چلا، لہٰذا میں اس طلاق کو نہیں مانتا۔

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کو چاہیے کہ وہ شادی کرنے سے پہلے نکاح و طلاق کے مسائل سے بخوبی آگاہی حاصل کرے، تاکہ اسے نکاح و طلاق کی شروط، آداب، خاوند اور بیوی کے حقوق و فرائض، طلاق دینے کا شرعی طریقہ اور اس سے متعلقہ تمام احکامات کا علم ہوسکے اور وہ اپنی ازدواجی زندگی شرعی احکامات کے مطابق گزار سکے۔

ہر گھر میں تھوڑی بہت رنجشیں، غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں، ان کو آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنے اور سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایک عقل مند انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ذرا سی بات پر اتنا غصے میں آجائے کہ منہ سے طلاق کا لفظ نکال کر خاوند اور بیوی کے مقدس رشتے کو ختم کردے۔

اس لیے اگر خاوند اور بیوی کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہوجائے تو اسے آپس میں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یا دونوں خاندانوں کے افراد مل کر اس پریشانی کا حل نکالیں۔ جب تمام کوششوں کے باوجود رشتہ نبھانا ممکن نہ ہو تو اسلام نے خاوند کو طلاق کے ذریعے اس رشتے کو ختم کرنے کا اختیار دیا ہے۔

شریعت میں بیوی کو ایک وقت میں ایک سے زائد طلاقیں دینا ناجائز اور حرام ہے۔ سوال میں مذکورہ صورت حال میں خاوند نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں دو طلاقیں دی ہیں جو کہ خلاف سنت ہے۔ اسے چاہیے کہ اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی معافی مانگے۔ طلاق ہمیشہ انسان غصے میں ہی دیتا ہے، خوشی سے کوئی طلاق نہیں دیتا۔

اگر کوئی انسان ایک ہی وقت میں دو طلاقیں دے دے تو وہ ایک ہی شمار ہوگی، لہذا اگر آپ کے خاوند نے آپ کو ایک ہی وقت میں دو مرتبہ طلاق دے دی ہیں اور اس موقع سے پہلے کبھی طلاق نہیں دی، تو آپ کو ایک طلاق واقع ہوچکی ہے اور خاوند کو عدت کے دوران آپ سے رجوع کا حق حاصل ہے؛ کیوں کہ نکاح کے مضبوط بندھن کو شریعت نے یک لخت ختم نہیں کیا بلکہ تین طلاق کا سلسلہ اور پھر ان میں سے پہلی دو کے بعد سوچنے اور رجوع کرنے کا موقع دیا ہے تاکہ گھر ٹوٹنے سے بچ جائے۔

عدت گزرنے کے بعد نئے سرے سے نکاح ہوسکتا ہے، جس میں ولی، گواہ، حق مہر، عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً (صحیح مسلم، الطلاق: 1472)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سال تک (اکٹھی) تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلاق کے ناجائز طریقے کی روک تھام کے لیے ایک سیاسی فیصلہ کیا تھا کہ جس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں ہم اسے نافذ کردیں گے، یہ وقتی سیاسی فیصلہ تھا، شرعی نہیں تھا۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: 2/105).

یادرہے!وہ عورت جسے باقاعدگی سے ماہواری آتی ہے اس کی عدت کی مدت تین حیض ہے، یعنی طلاق کے بعد اگر عورت کو تین مرتبہ حیض آجائے اور وہ تیسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (البقرۃ : 228).

اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔

وہ عورت جس کو ماہواری آنا بند ہوگئی ہے، یا عمر کم ہونے کی وجہ سے ابھی آنا شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت تین قمری مہینے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ. (الطلاق : 4)

اور وہ عورتیں جو تمہاری عورتوں میں سے حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تم شک کرو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض نہیں آیا۔

اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔ (الطلاق : 4).

اور جو حمل والی ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔

واضح رہے کہ غصے میں تب طلاق واقع نہیں ہوتی، جب غصہ اتنا زیادہ ہو کہ انسان کے اعصاب قابو میں نہ رہیں، شدت غضب کی وجہ سے اس کو یہ شعور اور احساس بھی نہ ہو کہ وہ اپنی زبان سے کیا کہہ رہا ہے۔ اگر آپ کے خاوند کی حالت غصے کی وجہ سے ایسی تھی تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

لاطَلَاقَ ولاعِتَاقَ فی غَلَاق (سنن أبی داود، طلاق : 2193) (صحیح).

اغلاق کی حالت میں نہ تو غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق ہوتی ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے "اغلاق" کا معنی اکراہ یعنی جبر یا غصہ کیا ہے؛ یعنی شدید غصہ، جیسے شدید غصہ آیا ہو جس وجہ سے اس کے اعصاب بے قابو ہو جائیں تو یہ شخص پاگل اور نشہ کی حالت والے شخص کے مشابہ ہے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اگر آپ کے خاوند ہوش و حواس میں تھے، اور انہیں ادراک تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر خود سے جدا کر رہے ہیں تو پھر آپ کو ایک طلاق واقع ہو چکی ہے اور آپ عدت میں ہیں۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

شیخ عطاء الرحمن علوی